دوستوں کے جاں نثار دوست اور چھوٹوں کے مشفق و شفیق بزرگ تھے۔ دیوبند میں عرصہ دراز تک مشکوٰۃ شریف کا خصوصاً اور ادب و فقہ کی اعلیٰ کتابوں کا عموماً درس دیتے رہے ۱۳۴۶ھ میں حضرت الاستاذ علامہ سید محمد انور شاہ اپنی جماعت کے ساتھ دیوبند سے ڈابھیل منتقل ہوئے تو آپ بھی اس کارواں کے بزرگانِ کارواں میں سے ایک تھے صد حیف کہ وہاں تقریباً دس سال تک علم حدیث کی خدمت جلیلہ میں منہمک رہنے کے بعد آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اس دنیا سے دنی کو ہمیشہ کیلئے الوداع کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی صورت دیکھکر بزرگانِ سلف کی یاد تازہ اور آپ کی باتیں سنکر قلب و دماغ کو خاص مسرت محسوس ہوتی تھی۔ آپ عالم کامل تھے، اور شاعر خوشنوا بھی، آپ علم حدیث و ادب کے مدرس بھی تھے اور خوش بیان و بذلہ سنج بھی، سنجیدہ ظرافت آپ کی باتوں کا جوہر تھی ایک عرصہ سے دمہ کے عارضہ میں مبتلا تھے لیکن اس کے باوجود تہجد اور وظائف کی پابندی کرتے تھے۔

خاتمہ بھی ایسا اچھا ہوا کہ خدا ہر مسلمان کو نصیب کرے، خاص بقرعید کے دن عصر و مغرب کے درمیان جبکہ دنیائے اسلام میں ہر جگہ قربانیاں ہوئی ہونگی آپ نے اپنی جان ناتوان کی قربانی رب السماء والارض کی بارگاہِ کبریائی میں بڑی ہنسی خوشی کے ساتھ پیش کی اور رفیق اعلیٰ کا کلمہ پڑھتے ہوئے بڑے اطمینان و سکون کے ساتھ جان جان آفریں کے سپرد کردی جو احباب و مخلصین دم نزع آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے دیکھا کہ ایک مسافر عدم دنیا سے رخصت نہیں ہو رہا ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رحمتِ ربانی کی آغوش نے وا ہوکر اسکو اپنی عاطفت میں لیلیا ہے اور وہ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے کرتے دوسرے ہی عالم میں پہنچ گیا ہے حق تعالیٰ انہیں علی علیین میں مقام عنایت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی کرے۔ آمین

مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی

ہماری مرثیہ خوانی ناتمام رہیگی اگر اس موقعہ پر ہم نے ایک اور ذات گرامی یعنی مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی کا ذکر نہ کیا۔ مولانا ہندوستان کے مشہور مورخ تھے لیکن جدید طرز کے نہیں بلکہ قدیم طرز کے وہ راسخ و

مضبوط اسلامی عقیدت کی رہنمائی میں تاریخ کی قابل قدر خدمات انجام دینی چاہتے تھے اُن کی تصنیفات آئینہ حقیقت نما تاریخ اسلام، مقدمہ تاریخ ہند، نظام سلطنت، حجۃ الاسلام فصل الخطاب اور معیار العلماء وغیرہ یہ سب اُن کے مذہبی جوش و دینی عقیدت کی شاہد عدل ہیں۔ مرحوم نہایت فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے ان کا اثاثہ بیت صرف ایک عظیم الشان کتب خانہ تھا جس میں فارسی کی، زیادہ اور عربی کی کم تاریخ کی نادر قلمی کتابیں موجود ہیں مرحوم انتہا درجہ کے خود دار اور غیور تھے انھوں نے اپنی تمام عمر انتہائی افلاس و عسرت کے ساتھ ایک گوشہ گنام میں گذاری اور کبھی گوارا نہ کیا کہ ارباب ثروت کے آستانہائے عظمت و غرور پر جبہ سائی کر کے علم کی متاع لازوال کو رسوا و ذلیل کریں حالانکہ اگر وہ چاہتے تو امارت و ریاست کی دکان پر اپنے مذہبی تقدس اور علم کی فاتحہ پڑھنے والوں کی طرح ہزاروں رُپے ماہوار کما سکتے تھے۔ آں مرحوم ہو بہو اسلامی اخلاق کا مجسمہ تھے۔ نہایت متواضع حلیم و بردبار، صاف باطن، مروت کیش، بزرگوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرنے والے۔

اپنے والدین کے اس درجہ اطاعت گذار اور فرمانبردار تھے کہ اس قدر علم و فضل کے باوجود اپنے تئیں والدین کا ادنیٰ سے ادنیٰ خادم تصور کرتے تھے، عربی میں عُلَّس والدین کی اطاعت میں ضرب المثل ہے۔ کہا جاتا ہے هوأبرّ من عُمَلّس ہماری رائے میں اگر عُلَّس کی بجائے مولانا کا نام رکھدیا جائے۔ تو بالکل بجا و درست ہے۔

افسوس ہے کہ نو ماہ کی طویل علالت کے بعد ہماری بزم علم و فضل کا یہ لعل شب چراغ بھی ۱۰ ار مئی ۱۹۳۶ء کو قیامت تک کے لئے گُل ہوگیا۔ امطراللہ علیہ شأبیب الرحمۃ والغفران، واسکنہ فی فرادیس الجنان۔